گریجوئیٹ (انگریزی تعلیم یافتہ) مسلمان

اور

اسلام

(اللّٰهمّ اغفر لقومي فانهم لا يعلمون)

من برائے وصل کردن آمدیم
نے برائے فصل کردن آمدیم

لیک سخن حق کہ آں بشنیدہ ایم
بہر ابلاغش ز حق ترسیدہ ایم

ترسم اعرابی بکعبہ نارسی
نیست آں راہش کہ پس آں بیدقی

سوئے من آ من نشانت میدہم
آنچہ حق گفتہ ہماں بنمودہ ام

یعنے اس مضمون سے مقصود انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانوں کو (جو ناواقفی سے اصول اسلام کو چھوڑ چکے ہیں) اپنے ساتھ ملانا ہے۔ نہ انکی موجودہ حالت کی نظر سے ان کو جدا کرنا۔

ہر چند مذہبی القاب اختیار کرنے کی بناء صرف ادعا پر ہوتی ہے۔ جو شخص جس مذہب کو جس معنے کی نظر سے پسند کرتا ہے اس کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرلیتا ہے اور اس مذہب کا فالوور (پیرو) یا موافق کہلاتا ہے ... بلکہ بت پرستی کرتے اور اسکو دین ابراہیمی سمجھتے اور ا ... ہمیں المذہب کھلاتے۔ اور ختم المرسل ... شہ ...

حضرت ابراہیم سے نکل گیا ہے۔
یہود و نصاریٰ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دعوے رکھتے
کہ دین ابراہیمی وہی ہے جو ہمنے اختیار کیا ہوا ہے۔ اس میں ان کو ایسا
مبالغہ تھا کہ وہ اُلٹے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی طرف منسوب
کرتے اور ان کو یہودی یا نصرانی کہتے۔

بقیہ صفحہ گذشتہ

جیساکہ آپ کی سنت کے متبعین اہلحدیث کو رسمی اور آبائی تقلید کرنے والے
مسلمانوں کا وہابی کہنا ہے اور ان کے مقابلہ میں اپنے آپکو سنی وحنفی کہنا اور
درحقیقت پکے سنی وحنفی یا شافعی وہی لوگ ہیں جن کو وہابی کہا جاتا ہے اور
ہندوستان و پنجاب میں وہابی کوئی نہیں ہے۔ بلکہ عربستان علاقہ نجد میں ایک
شخص محمد بن عبدالوہاب پچھلے صدی میں گذرا ہے جو بعض اصول میں عام مسلمانوں
کا مخالف تھا۔ عرب کے لوگ اس کے پیرواں کو وہابی کے لقب سے یاد کرتے تھے
ہندوستان کے رسمی مسلمانوں نے اہلحدیث متبعین سنت کو جو اعتقادیات
میں بلا کمی وبیشی تمام اصول اہلسنت کے معتقد اور پکے سنی تھے اور فروعات
میں اکثر حنفی المذہب تھے۔ اور بعض دیگر مذاہب اربعہ شافعی وغیرہ اہلسنت کے مسائل پر بھی عمل کر لیا
کرتے تھے۔ اور یہ رسمی مسلمانوں کے رسوم بدعیہ اور عصبیت تقلیدیہ کے برخلاف تھا اس لیے
انہوں نے بتقلید عرب انکو وہابی کہنا اختیار کیا۔ ان کے مقابلہ میں علماء اہلحدیث نے قلم اٹھایا
اور پبلک پر یہ امر ثابت کردیا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور وہابیان نجد کے اخص اصول ایسے
جن میں وہ عام سنی مسلمانوں سے متفرد ہیں اہلحدیث ہندوستان و پنجاب کو اتف[illegible]
[illegible] ہے لہذا ان کو وہابی المذہب کہنا خلاف انصاف ہے۔ ایک ملکی
[illegible] انہ گورنمنٹ سے [illegible]

سناتن دھرم والے ہندو کہتے ہیں کہ اصل ہندو دھرم ہیں اور انکے مقابلہ میں آریہ دعویٰ کرتے ہیں کہ پکے ہندو دھرم ہیں۔

ہزاروں بلکہ لاکھوں پہاڑی جنگلی اور دیہاتی لوگ مسلمان کہلاتے ہیں اور ان میں اعتقاد و احکام اسلام سے واقف و معتقد و عامل بہت کم ہوتے ہیں۔

انگریزی نوجوان مدعی ہیں کہ مغز اور اسپرٹ (روح) اسلام وہ ہے جسپر ہمارا اعتقاد ہے۔ اولڈ (قدیم) مسلمانوں خصوصاً علماء اسلام کے حق میں وہ برملا کہتے اور رسالوں اور اخباروں میں مشتہر کر رہے ہیں کہ انہوں نے یہودیوں کی مانند قرآن کے الفاظ اور اسلام کے پوست کو ایمان و اسلام سمجھ رکھا ہے۔ اور تفقہ و تدبر قرآن کو بالکل چھوڑ کر پرانی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں۔

واز انجا کہ یہ سب خیالات و مقالات باہم متضاد و متناقض ہیں۔ لہٰذا ان میں سے صحیح و حق اور واقع کے مطابق صرف ایک ہی جانب ہو سکتی ہے۔ اسوجہ سے ہم اس مضمون میں صرف نئے خیالات والے انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانوں اور انکے مقابل اولڈ (قدیم) خیال کے مسلمانوں میں موازنہ و مقابلہ کرکے بتانا چاہتے ہیں کہ اس اختلاف میں حق پر کون فریق ہے۔ اس موازنہ و مقابلہ کے لیے ہم ایک ایسا معیار و پیمانہ بیان کرتے ہیں جس کی تسلیم میں فریقین کا اتفاق ہو اور اس معیار سے مدعی صادق و کاذب میں تفرقہ و تمیز ہو سکے۔

اسی مسلمہ معیار و پیمانہ سے خدا تعالےٰ نے مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ کے

دعاوی کو کہ وہ ابراہیمی ہیں باطل کیا اور یہ فرمایا تھا کہ	ما کان ابراھیم یھودًا ولا نصرانیًا

جاتا تھا۔ اس معنے کر رسمی مسلمانان ہندوستان پنجاب نے اپنے ملک کے اہلحدیث کو اپنے خیال میں وہابی قرار دیکر بعض افسران گورنمنٹ کو ان پر بدظن کر رکھا تھا۔ اس بدگمانی کو دفع کرنیکا بیڑا اس گروہ کے ایڈوکیٹ (وکیل) و ریپرزنٹیٹیو (درخواست کنندہ) خاکسار ایڈیٹر۔

ولکن کان حنیفاً مسلماً وما کان من المشرکین۔ (ال عمران ۔ ع ۶ ۵)

(ہمارا خلیل) ابراہیم نہ یہودی تھا نہ نصرانی نہ مشرکین مکہ کے طریق پر تہا۔ کیونکہ یہ سب کے

سب خدا کے سوا معبودوں کو (کوئی بتوں کو کوئی نبیوں اور درویشوں وغیرہ کو) پوجتے ہیں اور وہ سب معبودوں کو چھوڑ کر خدا واحد کی طرف یکسو ہو کر اسکی عبادت کرتا تھا یہ اصول توحید عبادت یہود نصاریٰ کی کتابوں میں ایک مسلّم اصول تھا اور مکہ کے مشرکین بھی کبھی کبھی اپنی عبادت طواف میں اور سخت بحری مصیبتوں میں ابتلا کے وقت اس اصول کو مانتے چلے آتے تھے۔ ایسا ہی مسلمہ اصول ہم تعلیم یافتہ مسلمانوں کے (جو مسلمان کہلاتے ہیں اور بڑے زور و جوش سے اسکے مدعی ہیں) اور ان کے مقابل فریق کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اس سے ان کے دعاوی متقابلہ کا ایگزمینیشن (امتحان) کرتے ہیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

اشاعة السنة نے اٹھایا اور اس رسالہ کے جلد ۴ کے نمبر ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ اور جلد ۵ کے نمبر ۱ و ۲ وغیرہ میں بدلائل نقلیہ و عقلیہ ثابت کر دیا کہ ہندوستان و پنجاب کے اہلحدیث میں دونو سمتی مذہبی و ملکی کی نظر سے وہابی کوئی نہیں ہو۔ یعنے باغی سلطنت اور نہ یعنے پیرو عبدالوہاب اور خاکسار سے پہلے اس امر کو سر سید نے جبکہ وہ مذہب اہلحدیث کی پیروی کے مدعی تھے جواب رسالہ ڈاکٹر ہنٹر میں ثابت کر دیا تھا جس کو گورنمنٹ نے تسلیم کر لیا تھا۔ اور سپریم گورنمنٹ اور تمام لوکل گورنمنٹوں (پنجاب۔ بمبئی۔ مدراس۔ بنگال۔ ممالک مغربی شمالی۔ ممالک متوسط) نے خاکسار کی درخواست پر سرکلر جاری کر دیا کہ سرکاری کاغذات میں اس جماعت کے لوگوں کو لفظ وہابی سے یاد نہ کیا جائے اور ملکی اخباروں میں یہ پبلک اوپنین (عام رائے) ظاہر و مشتہر ہو گئی کہ گورنمنٹ و پبلک نے اس لفظ وہابی کو دل آزار تسلیم کر لیا ہے کوئی کسی شخص اہلحدیث ہندوستانی کے حق میں اس لفظ کو استعمال نہ کرے جو شخص کسی اہلحدیث کے حق میں یہ لفظ استعمال کریگا اسپر اسکو استغاثہ کا حق پیدا ہو جائے گا۔

وہ اصول قرآن کریم ہے جس کو تعلیم یافتہ مسلمان اور ان کا فریق مقابل بلکہ تمام اسلامی فرقے شیعہ سنی۔ خارجی۔ معتزلہ۔ حنفی۔ شافعی۔ مقلدین محققین وغیرہ بالاتفاق مانتے چلے آئے ہیں۔ لہذا جس طرح مدعی اسلام کو بنابر اپنی ادعا کی حق حاصل ہے کہ وہ مسلمان کہلاوے اسی طرح قرآن کریم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جس شخص مدعی اسلام کو اپنے اصول و ہدایات کا متبع و معتقد پاوے اس کو سچا مسلمان و مومن قرار دے اور جس کو اپنے اصول و ہدایات کا منکر و مخالف پاوے اسکو اسلام سے خارج کرے۔

قرآن سے دوسرے درجہ پر یہ حق قرآن کے لانے والے اور اس کی شرح و تفصیل معانی کرنے والے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ اور یہ حق اسکو قرآن ہی نے عطا کیا ہے۔ چنانچہ ایک آیت میں ارشاد

> ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولّی فما ارسلناک علیہم حفیظاً۔ (نساء ع ۱۰)

ہے کہ جس شخص نے رسول کے حکم شرعی کی اطاعت کی اس نے خدا تعالے کے حکم کی اطاعت کی اور جس نے اطاعت رسول سے منہ پھیرا اسکا ذمہ وار نگہبان تو نہیں (ہم خود اس سے بھگت لینگے)

> قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم ہ قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین ہ (آل عمران ع ۲)

ایک آیت میں ارشاد ہے۔ انکو کہدے کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تم کو دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کریگا وہ بخشش کرنے والا مہربان ہے اور کہدے خدا تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرو جسنے خدا یا رسول کی اطاعت سے منہ پھیرا (وہ کافر ہے) خدا تعالیٰ کافروں سے محبت

نہیں رکھتا۔

وماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ (نجم ۱۶)

ایک ایت میں ارشاد ہے رسول (اپنے نفس کی) خواہش سے (دین میں) کچھ نہیں کہتا (جو کہتا ہے) وہ ہماری طرف سے وحی (پوشیدہ حکم) ہوتا ہے۔ جو اسکے دل میں ڈالا جاتا ہے۔

وماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا بعیدا۰ (احزاب ۵۶)

ایک ایت میں ارشاد ہے کسی مومن کو (مرد ہو خواہ عورت) یہ نہیں پہنچتا کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ میں کوئی فیصلہ دینی کر دیں تو ان کو اسکے ماننے نہ ماننے کا اختیار ہو جس شخص نے اللہ یا رسول کے فیصلہ کو نہ مانا وہ کھلم کھلا گمراہ ہوا۔

دلیکن قرآن کے حکم اور رسول کے فیصلہ میں ان لوگوں کے حق میں جن کو حکم قرآن اور حکم رسول بالواسطہ پہنچا ہو نہ آپکی زبان سے بالمشافہ) اسقدر فرق ہے کہ حکم قران کا وصول تو ان لوگوں تک اس کثرت وسائل اور تواتر سے ہوا ہے کہ ان کو اس حکم کے منجانب اللہ ہونے میں کوئی شک وتردد باقی نہیں رہا۔ اور حکم قرآن کے علاوہ حکم رسول اس کثرت وتواتر سے نہیں پہنچا اور اسوجہ سے بعض احادیث کے آنحضرت صلعم سے صحت وثبوت میں اختلاف ہوگیا۔ مسلمانوں کا ایک گروہ مثلاً سنی اہلحدیث ایک قسم کی احادیث مرویہ کتاب صحیح بخاری یا صحیح مسلم وغیرہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت مانتے ہیں اور جو احکام آنحضرت صلعم سے ان احادیث میں پائے جاتے ہیں ان کو یقینی (مگر نظری نہ مثل قرآن بدیہی) جانتے ہیں اور مسلمانوں کا دوسرا

گروہ مثلاً شیعہ یا خارجی دوسری قسم کی احادیث کو جو انکی مردجہ کتب (کافی وکلینی وغیرہ) میں پائی جاتی ہیں احادیث نبویہ مانتے ہیں اور انکے متضمنہ احکام کو احکام نبوی سمجھتے ہیں۔

اس اختلاف کی وجہ سے ہم تعلیم یافتہ مسلمانوں میں سے ان لوگوں کے خطاب میں جو صرف مسلمان کہلاتے ہیں اور کسی خاص فرقہ سنی یا شیعہ وغیرہ کی طرف منسوب ہونا پسند نہیں کرتے صرف آیات قرآن سے استدلال کرینگے اور ان تعلیم یافتہ کے خطاب میں جو مسلمان کہلانے کے ساتھ سنی یا شیعہ یا حنفی یا اہلحدیث بھی کہلاتے ہیں ان احادیث کو بھی پیش کرینگے جو انکے گروہ میں صحیح و مسلم ہیں۔

رہے وہ اشخاص جو کسی مذہب آسمانی کیطرف اپنا منسوب ہونا پسند نہیں کرتے یا خاص کر مسلمان نہیں کہلاتے سو اس مضمون میں انسے خطاب نہیں ان سے پھر کبھی سمجھا جاوے گا انشاء اللہ تعالے۔

یہ معیار و پیمانہ ہمارے مخاطبین میں مسلّم ہوا تو اب ہم بیان کرتے ہیں۔ کہ کسیکا اسلام یا ایمان کی نسبت یہ دعوی کہ میں مسلمان یا مومن ہوں یا میں نے اسلام کو مانا ہے یا ایمان لایا ہرگز کافی نہیں ہو سکتا جبتک کہ وہ ان احکام متعلقہ اعتقاد و اعمال کو جن کو قرآن نے یا اسکے لانے والے رسول نے احکام اسلام قرار دیا ہے تسلیم و قبول نکرے اور انپر عمل نہ رکھے۔

پھر جس شخص نے جملہ احکام متعلقہ اعتقاد کو مان لیا اور احکام متعلقہ اعمال پر پورا عمل کیا وہ اس امتحان میں تعریف کے ساتھ پاس (پورا کامیاب) ہوا اور دعوی ایمان و اسلام میں سچا نکلا اور وہ کامل مؤمن و متقی کہلایا اور اسنے ایمان و اسلام کا ڈپلوما (تمغہ) پایا اور جس نے جملہ احکام اعتقادیہ و عملیہ کو نہ

مانا یا کسی ایک ہی حکم کی تسلیم سے انکار کیا۔ مثلاً خدا تعالیٰ کی توحید ذات و صفات و استحقاق عبادت کو نہ مانا یا احکام عملیہ سے کسی ایک حکم نماز یا روزہ یا حج یا زکوٰۃ کو نہ مانا وہ اس امتحان میں بالکل فیل ہوا۔ اور دعویٰ ایمان و اسلام میں جھوٹھا نکلا اور بصورت ظاہری و کلی انکار کافر یا بصورت ظاہری اقرار و باطنی انکار منافق کہلایا۔ اور جسنے سبھی احکام اعتقادیہ و عملیہ کو دل و زبان سے تسلیم تو کرلیا۔ مگر سبھی احکام عملیہ کو پورا عمل میں نہ لایا وہ اس امتحان میں پورا پاس نہوا۔ بلکہ فاسق مسلم کے نام سے موسوم ہوا اور اس امتحان میں ادہورا رہا اور ڈگری یا ڈپلوما پانے کا مستحق نہوا بلکہ فیل شدہ مسلمان کہلا کر صرف اعتقادی نمبروں کے حاصل کرلینے کی وجہ سے وہ آخر کسی ادنےٰ درجہ کا عہدہ یا انعام پانے کا مستحق ہوجائے گا۔

یہ قرآن مجید اور اسکے مطابق احادیث صحیحہ مسلمہ اہلسنت و جماعت کا فیصلہ ہے جسکے مطابق ایک بڑے بھارے فرقہ اسلامی اہلسنت کا قرارداد و اعتقاد ہے۔ فرقہ خوارج اس تیسری قسم کے فیل شدہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج کرتے ہیں اور فرقہ معتزلہ اس کو اسلام اور کفر کے درمیان جگہ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسا شخص نہ مسلمان ہے نہ کافر ہے۔ بلکہ بَیْنَ بَیْن ہے۔

ان مذاہب ثلٰثہ کی تفصیل با دلیل ہمنے اشاعۃ السنۃ جلد ۴ کے نمبر ۱۰ و ۱۱ میں بضمن مضمون کفر و کافر ۱۸۸۱ء میں کی ہے۔ اس مقام میں فیصلہ قرآنی کے ثبوت اور مذہب اہلسنت و جماعت کی تائید میں ہم تین قسم کی آیات نقل کرتے ہیں۔ قسم اوّل وہ آیات جن میں یہ بیان ہے کہ مجرد دعویٰ ایمان و اسلام مومن ہونے کے لیئے کافی نہیں ہے بلکہ احکام

اسلام کی تعمیل و تسلیم بھی مومن و مسلمان ہونے کے لیئے ایک کمپسری (لازمی) شرط کامیابی ایمان ہے۔ قسم دوم وہ آیات جن میں بعض بعض احکام اعتقادیہ کی تفصیل ہے۔ قسم سوم وہ آیات جن میں بعض احکام عملیہ کی تفصیل ہے۔

آیات قسم اوّل

(۱) الٓمّٓ۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنّا وھم لا یفتنون و لقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللّٰہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین. ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا ساء ما یحکمون. من کان یرجوا لقاء اللّٰہ فان اجل اللّٰہ لاٰت وھو السمیع العلیم۔ ومن جاھد فانّما یجاھد لنفسہ انّ اللّٰہ لغنی عن العٰلمین۔ (عنکبوت ع ۱)

ایک آیت میں ارشاد ہے۔ کیا لوگوں نے (جو مدعیان ایمان و اسلام ہیں) یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم (صرف) آمنّا (جس کے معنے یہ ہیں کہ ہم ایمان لائے اور مسلمان کہلائے) کہنے سے چھوٹ جائیں گے۔ اور (دعوی ایمان و اسلام کے بعد احکام اسلام کی تسلیم و تعمیل سے یا ان احکام کے سبب تکلیف پانے سے) ان کا امتحان نہوگا (انکو یہ نہ سمجھنا چاہیئے) بے شک ہم پہلے بھی (مدعیان اسلام کا) امتحان لیتے رہے ہیں۔ (یہ امتحان نتیجہ سے بے خبری کی وجہ سے نہیں بلکہ نتیجہ پر اوروں کو اطلاع دینے کے لیئے اور امیدوار کو پاس یا فیل کرنے کے لیئے ہوتا چلا آیا ہے) البتہ اللہ تعالے (اس دعوے میں) سچوں اور جھوٹھوں کو (پہلے سے) جانتا ہے۔ کیا جو لوگ برائیاں کماتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہم سے بھاگ کر کہیں چلے جاوینگے۔ یہ خیال انکا برا ہے۔ جس شخص کو خدا تعالے کے حضور میں حاضر ہونے کی امید ہے۔ (وہ اس امتحان کی تیاری میں لگا رہے) خدا کی (مقرر کردہ) میعاد (نتیجہ

امتحان قریب) آنی والی ہے۔ اللہ تعالےٰ (سب کی باتیں) سننے والا (سب کے اعتقادوں اور عملوں کو) جاننے والا ہے۔ جو شخص اعتقادی باتوں کے ماننے اور عملی باتوں کو عمل میں لانے میں کوشش کریگا اس کا نفع اسیکو پہنچیگا خدا تعالےٰ (تمام جہان والوں کی نیکی بدی کے نفع نقصان) سے بے پرواہ ہے

(۲) قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم وان تطیعوا اللہ ورسوله لا یلتکم من اعمالکم شیئا ان اللہ غفور رحیم. قل اتعلمون اللہ بدینکم واللہ یعلم ما فی السموٰت وما فی الارض واللہ بکل شیء علیم (الحجرات ع ۲)

دوسری آیت میں ارشاد ہے جنگلی (مدعیان ایمان) کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ تو (انکو) کہدے کہ تم (دل سے) ایمان نہیں لائے۔ ولیکن یہ کہو کہ ہمنے (صرف زبان سے اظہار اسلام کیا ہے دیگر) تمہارے دلوں میں ابھی ایمان داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم (دعوے ایمان میں سچے ہو) تو خدا اور رسول کی فرمانبرداری کروگے اور خدا تعالےٰ تمہارے اعمال کا کوئی نمبر کم نہ کرے گا۔ وہ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔ کیا تم (زبانی اقرار بلا دلی تسلیم و بدون ظاہری تعمیل احکام اعتقادیہ وعملیہ کو ایمان قرار دیکر) خدا تعالےٰ کو دین سکھاتے ہو (اور یہ بتاتے ہو کہ یہی دین ہے) خدا تعالےٰ کو آسمانوں اور زمینوں سب کی خبر ہے) وہ ہر چیز کو (جس میں تمہارا زبانی اقرار بھی داخل ہے بخوبی) جانتا ہے۔

تیسری آیت میں ارشاد ہے۔ اہل کتاب (یہود و نصارے مدعیان ایمان) کو تو کہدے کہ تم کسی دین (لائق اعتبار و لحاظ) پر نہیں ہو جبتک کہ تم (جملہ احکام) تورات و انجیل اور ان

(۳) قل یاھل الکتاب لستم علی شیء حتی تقیموا التورٰة والانجیل وما انزل الیکم من ربکم و لیزیدن

كثيرا منهم ما انزل اليك من ربك طغيانا وكفرا فلا تأس على القوم الكافرين. (المائدة ع ۱۰)

تمام کتابوں کے (جو خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہیں) احکام کو قائم نہ رکھو (اور ان سب کو نہ مانو اور اگر تم نے کسی کتاب آسمانی کے ایک حکم سے بھی انکار کیا (جیسے یہودی احکام انجیل سے انکار کرتے تھے اور یہود و نصاریٰ دونوں احکام قرآن کے ماننے سے انکا کرتے ہیں) تو تم دعوے ایمان میں جھوٹے ہو) اے رسول جو تیری طرف خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے. (قرآن و احکام قرآن) اس سے ان کا انکار کو ان کی سرکشی اور کفر کو زیادہ کرے گا۔ تو ان کافروں پر غم نہ کھا۔

اس قسم (اول) کی آیات میں یہ ہدایت ہوئی ہے کہ ایمان یا اسلام صرف زبانی دعوے سے کہ ہم مومن یا مسلمان ہیں ثابت نہیں ہوتا جبتک کہ مدعی ایمان اسلامی احکام اعتقادیہ و عملیہ پر (جو قرآن یا اور آسمانی ادیان میں واجب التسلیم قرار دیئے گئے ہیں) یقین و ایمان نہ رکھے۔ جسنے مذہب کے احکام اعتقادیہ و عملیہ میں سے ایک حکم کی تسلیم سے انکار کیا وہ مسلمان یا مومن کہلانے کا مستحق نہیں. خدا کے نزدیک اسکا کوئی مذہب و دین نہیں ہے

آیات قسم دوم

(۱) آمن الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون كل آمن بالله وملئكته وكتبه ورسله لا نفرق بين احد من رسله وقالوا سمعنا واطعنا غفرانك ربنا واليك المصير (البقرة ع ۶ اخير)

اس قسم دوم کی پہلی آیت میں ارشاد ہوا ہے رسول اور (واقعی اور سچے) مومن (سب سے پہلے) خدا تعالیٰ کو اسکی توحید ذات. و کمال صفات کے ساتھ اور اسکے استحقاق عبادت واطاعت کے اعتقاد کے ساتھ مانتے

ہیں۔ اور پھر اسکے فرشتوں کو (کہ وہ خدا تعالےٰ اور اسکے رسولوں کے مابین تبلیغ احکام کے وسائل ہیں) مانتے ہیں۔ اور (پھر) اسکے رسولوں کو (جن کی طرف خدا تعالےٰ کی کتابیں اور احکام نازل ہوئے ہیں) مانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے کسی رسول کی تسلیم و ایمان میں دوسرے رسولوں سے تفریق نہیں کرتے اور وہ کہتے ہیں جو کچھ رسولوں نے فرمایا اور پہنچایا ہمنے سن لیا اور قبول کیا۔ (اس اقبال و اقرار کے ساتھ) وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب (جو ہم سے تعمیل احکام میں تقصیر ہوتی ہو اسکی بابت) ہم تجھ سے معافی اور بخشش چاہتے ہیں ہم سب کا آخر رجوع (قیامت کے دن) تیری طرف ہے۔

(۲) ان الذین یکفرون باللہ و رسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ و رسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا۔ اولئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکفرین عذابا مھینا (نساء ع ۲۱)

اور دوسری آیت میں ارشاد ہوا ہے جو لوگ اللہ اور اسکے رسولوں سے کفر کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اسکے رسولوں کے ماننے نہ ماننے میں فرق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو (خدا تعالےٰ) کو تو مانتے ہیں اور بعض کو (رسولوں کو) نہیں مانتے اور یہ چاہتے ہیں کہ (ایسی) بیچا بیچ کی راہ اختیار کریں۔ یہ لوگ وہی ہیں ٹھیک ٹھیک (پکے) کافر ہمنے کافروں کے لیئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

( ) شھد اللہ انہ لا الہ ھو والو

تیسری آیت میں ارشاد ہے۔ خدا تعالےٰ اور علم والے عدالت کو قائم رکھ کر گواہی دیتے ہیں کہ بجز خدا

العلم قائماً بالقسط لا اله الا هو العزیز الحکیم۔ ان الدین عند الله الاسلام وما اختلف الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءهم العلم بغیاً بینهم ومن یکفر بآیات الله فان الله سریع الحساب

(آل عمران - ۳۶)

کوئی لائق عبادت نہیں وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ خدا تعالےٰ کے نزدیک دین (لائق پسند و قبول) اسلام ہی ہے (جس میں بجز خدا کیسی عبادت نہیں اور تمام رسولوں کی تصدیق ہے) اس دین میں اختلاف کیا تو اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) نے کیا ہے اس کو حق جان لینے کے بعد حسد و سرکشی سے۔ پس جو (انکیں سے) خدا کے آیات (احکام) سے انکار کرے گا اللہ تعالےٰ اس کا حساب جلد لے گا۔

چوتھی آیت میں ارشاد ہے۔ تو کہدے اے اہل کتاب آؤ ایک

(۴) قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون۔

(آل عمران ۶۷)

ایسے حکم کیطرف جو ہماری کتاب اور تمہاری کتابوں میں برابر وارد ہے۔ کہ ہم بجز خدا کیسی عبادت نہ کریں اور کیسیکو اسکا شریک نہ ٹھہراویں۔ اور (آپسمیں) ایک دوسرے کو رب نہ بناویں۔ یعنے خدا تعالےٰ کے حکموں کو چھوڑ کر دین میں اسکا حکم نہ مانیں وہ لوگ اس حکم سے منہ پھیریں تو (اے مسلمانو) تم انکو کہدو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو (اس حکم کو مانکر) مسلمان ہو چکے۔ یعنے تم مسلمان نہیں ہو کہ خدا تعالےٰ کے سوا اپنے دین میں درویشوں کو حاکم بناتے ہو اور اسلام اور

پیغمبر اسلام کو نہیں مانتے۔

اس قسم دوم آیات میں یہ ہدایت ہوئی ہے کہ خدا تعالے پر ایمان لانے والے اور مومن مسلمان کہلانے والے کے لئے یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ خدا تعالے ہے بلکہ یہ ضروری ہے کہ اس کی نسبت یہ اعتقاد رکھے کہ اسکے سوا کوئی شخص لائق عبادت و مستحق نہیں اور نہ دین میں اپنا حاکم بنانے کا لائق ہے۔ اور اس اعتقاد کے ساتھ اس کے رسولوں اور فرشتوں اور کتابوں اور جملہ احکام دین اسلام کو ماننا بھی ایک لازمی شرط ایمان ہے اور احکام اسلام کے مقابلہ میں بجز خدا تعالے۔ اور اسکے رسولوں کے جو تبلیغ احکام میں خدا کے نائب و فرستادہ ہیں۔ نہ از خود حکم دینے والے کسی کا حکم ماننا خدا تعالے کے ساتھ دوسرا شریک مقرر کرنا ہے جیسے کسی کا اپنے بادشاہ وقت کی نسبت صرف یہ خیال کر لینا کہ اُسنے ہمارے ملک پر جائز تسلط کر لیا ہے۔ اور لوگوں نے اُسکو بادشاہ مان لیا ہے فرمانبردار رعایا بن جانے کے لیے کافی نہیں بلکہ فرمانبردار۔ اور غیر باغی رعایا ہونے کے لئے یہ ضرور ہے کہ اس بادشاہ کا ربقہ اطاعت اپنی گردن میں ڈال لے۔ اور اُسکے ملکی احکام کی اطاعت کرے۔ اور اپنے باپ کی نسبت کسی کا یہ خیال کر لینا کہ وہ اُسکے نطفہ سے پیدا ہوا ہے۔ اور اُسکی جورو کے پیٹ سے نکلا ہے کافی نہیں ہے بلکہ سعادت مند فرزند ہونے کے لیئے یہ ضرور ہے کہ وہ اپنے باپ کا ادب و تعظیم کرے اور اُسکے احکام پیروی و اطاعت کرے۔ اور جان و مال سے اُسکی خدمت کرے۔

ان دونوں قسم کی آیات سے گریجویٹ مسلمانوں کے ایک لیڈر کی غلطی خیال و مقال ظاہر ہوتی ہے جو یہ اعتقاد اُنھیں مشتہر کر چکا ہے۔ کہ جو شخص کسی نبی کو نہیں مانتا کسی کتاب آسمانی کو نہیں مانتا۔ کسی حکم مذہبی کو جو حلال

و حرام و فرض و واجب قرار دیئے گئے ہیں نہیں مانتا۔ بلکہ صرف خدا واحد کو مانتا۔ اور اس کا اقرار کرتا ہے۔ یا زبان سے اقرار بھی نہیں کرتا۔ بلکہ انکار کرتا ہے۔ مگر صرف دل سے جانتا ہے کہ خدا ہے وہ شخص گو زردشتی نہیں۔ موسائی نہیں۔ عیسائی نہیں۔ محمدی نہیں۔ مگر مسلمان ہے۔ اس لیڈر نے۔ اور اسکے بعد اسکے پیروان نے جو اسکے اس قول پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ آیات مذکورہ قرآن (خصوصًا آیات قسم دوم سے دوسری آیت) کو غور سے نہیں پڑھا۔ اور نہ اپنی خدا داد عقل کو کام میں لاکر اس اصول عقلی کو کہ صرف بادشاہ یا باپ کو بادشاہ اور باپ مان لینا کچھ فائدہ نہیں دیتا جب تک بادشاہ کے احکام کی تسلیم اور باپ کی تعظیم نہ کی جاوے۔ سوچا ہے الحق انہوں نے اپنے علم و عقل سے کچھ کام نہیں لیا۔ اور اپنی اس تجویز سے اپنی بظاہر و برائے نام مسلمہ کتاب کو۔ اور اس پر ایمان کے دعوے کو جھوٹا کیا۔

فضلوا واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل۔ وہ خود اسلام کی راہ ہدایت سے بھٹک گئے اور ہزاروں تعلیم یافتہ مسلمانوں کو احکام اسلام سے ایسا بہکایا۔ کہ اب احکام اسلام کیطرف انکے رجوع کرنے کی بجز توفیق الٰہی و عنایت غیبی کوئی امید نہیں رہی۔ ان میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں ایسے مدعیان اسلام ہیں کہ نماز نہیں پڑھتے پڑھنا کجا اسکو لغو و فضول جانتے ہیں روزہ نہیں رکھتے۔ رکھنا کجا اس کو حماقت خیال کرتے ہیں۔ زکوٰۃ نہیں دیتے نہ دینے کی شکایت نہیں اس کو فرض نہیں جانتے۔ چٹی خیال کرتے ہیں حج نہیں کرتے۔ لنڈن۔ پیرس کے سیر و شکار میں ہزاروں روپیہ صرف کرتے ہیں۔ آنے جانے اس مقدس گھر کی زیارت یا دور ہی سے سلام نہیں کرتے۔ کعبہ ابراہیمیہ جس کیطرف منسوب ہونے کا انکو دعوےٰ ہے بزبان

حال اُن کی یہ شکایت کرتا رہتا ہے ؎

با دوستان نوشت بسے نامہ وفا

بر حاشیہ سلام ہم از من دریغ داشت

اور طرفہ یہ کہ وہ لیڈر اُن کو مخاطب کرکے یہ بھی نصیحت کرچکا ہے کہ اسلام یا احکام اسلام کو ترک کرکے تم آسمان کے ستارے بن جاؤگے تو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ مگر جب اُنکو اس نصیحت سے پہلے وہ تعلیم دی گئی ہے کہ تمام انبیا تمام کتابوں تمام احکام مذہبی سے انکار کے ساتھ بھی انسان مسلمان رہ سکتا ہے۔ اور ناجی ہو سکتا ہے تو پھر اسکی یہ نصیحت اُنپر کیا اثر کرسکتی ہے ہر چند اس لیڈر نے اس اصول آزادی کے بیان کے ساتھ یہ عذر بھی کردیا ہوا ہے کہ اس اصول آزادی کے بیان سے نہ ہمارا یہ مدعا ہے کہ لوگ انبیاء سے انکار کریں نہ ہمارا یہ منشا ہے کہ لوگ کتب الہامی کو نہ مانیں نہ ہمارا یہ مقصد ہے کہ لوگ پابندی احکام چھوڑدیں۔ بلکہ یہ مقصد ہے کہ تمام موحد ناجی ہیں۔ مگر یہ عذر آپکا بدتر از گناہ ہے۔ آپ کے منشاء ومقصد ومدعا کا فیصلہ تو خدا تعالےٰ کے سپرد ہے جو آپ کے دل اور نیت سے بخوبی واقف ہے اور کسی کو آپ کی نیت اور مقصد سے کیا بحث ہے۔ مسلمانوں الو خصوصاً آپ کے پیرو انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اس اصول کے نتیجہ کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کیا نکلا۔ کیا یہی جو بیان ہوا ہے کہ انہوں نے احکام اسلام کو یک لخت چھوڑدیا ہے یا یہ کہ خود پابند احکام اسلام ہوکر اقوام غیر کے موحدوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ اسکا جواب وہ انصاف سے دینگے تو بجز اختیار شق اول کچھ نہ دے سکینگے اس سے ان کو ماننا پڑے گا کہ اس لیڈر کا یہ اصول غلط اور بالکل غلط ہے قرآن کا صریح مخالف ہے اور عقل سلیم کے بھی خلاف ہے۔

والہذا اگر قرآن پر ان کا اعتقاد ہے تو اس اصول کی تغلیط اور ترک تقلید ان پر واجب ہے۔

آیات قسم سوم

اس قسم سوم کی پہلی آیت میں ارشاد ہے کہ نیکی صرف یہی نہیں

(۱) لیس البرّ ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکنّ البرّ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملئکۃ والکتاب والنبیّین و اتی المال علی حبّہ ذوی القربٰی والیتٰمی والمساکین وابن السّبیل والسائلین وفی الرقاب. واقام الصّلوٰۃ واتی الزکوٰۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصّابرین فی الباسآء والضرّآء وحین الباس اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون. (بقرہ ع ۲۲)

کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف کو (کسی وقت کی نمازمیں) منہ پھیرلو (اور اسکو اپنا قبلہ بنالو) ولیکن نیکی والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا تعالے کو (اعتقاد توحید ذات و صفات و استحقاق عبادت و اطاعت کے ساتھ) مانا اور قیامت کے دن اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں کو مانا اور خدا تعالے کے نام پر اپنا پیارا مال قرابتیوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور لوگوں کی گردنیں (غلامی اور قید سے) چھڑانے میں دیا اور نمازوں کو قائم کیا اور زکوٰۃ کو ادا کیا اور وہ لوگ جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے اور فقیری میں اور بیماری میں اور لڑائی کیوقت صبر کرنیوالے ہیں وہی لوگ نیکی کے دعوے میں سچے ہیں اور وہی خدا کے گناہ اور عذاب سے بچنے والے ہیں۔

اور دوسری آیت میں ارشاد ہے نماز کو قائم رکھو۔ اور (ا ِسکو

(۲) اقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین (الروم ع ۴)

چھوڑ کر عمل میں اور برتاؤ میں) مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔ (ایسا کرنا انہیں کا کام ہے)

اور تیسری آیت میں ارشاد ہے بہشتی دوزخیوں سے پوچھینگے تم کو دوزخ میں کون چیز لائی وہ کہیں گے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکینوں کو کھانا (بجز زکوٰۃ وغیرہ ہمارے ذمہ تھا) نہ دیتے تھے اور باتیں بنایا کرتے تھے اور اعمال کا بدلہ لینے کے دن (قیامت) کو نہ مانتے تھے یہانتک کہ ہم پر موت آ گئی۔

(۳) فی جنات یتساءلون عن المجرمین ماسلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین وکنا نخوض مع الخائضین حتی اتانا الیقین۔ (المدثر ع ۲)

الا المصلین الذین ہم علی صلوتہم دائمون۔ والذین ہم علی صلواتہم یحافظون۔ (المعارج ع ۱)

نماز قائم کرنے سے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ نماز پڑھیں۔ اور اسکی اوقات کی محافظت کریں اور ان کے اوقات میں ادا کریں اور دلی عاجزی سے پڑھیں۔ چنانچہ دوسری آیات میں اسکی تصریح آ چکی ہے۔

تعلیم یافتہ مسلمانوں میں سے بعض تو نماز کو ایک وحشیانہ اور خلاف تہذیب حرکت جانتے ہیں اور سر نیچے اور چوتڑ اوپر کرنے کو خلاف وضع فطرت سمجھکر اسکے پاس نہیں پھٹکتے کئی ایسے ہیں جنہوں نے علاوہ عید و بقرعید کے کبھی نماز نہ پڑھی ہوگی۔ بعض عید و بقرعید کے نماز بھی نہیں پڑھتے بعض کبھی کبھی پھنس جاتے ہیں تو بے وضو ہی دفع الوقتی کر لیتے ہیں اور بعض کبھی مجمع مسلمانوں میں پھنس کر وضو کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں

تو صرف ہاتھ منہ دھو لیتے ہیں پاؤں کا دھونا ضروری نہیں جانتے۔ اور رکوع سجود کے وقت صرف ذرا سا سر جھکا کر سٹر پٹر دو ٹکریں لگا لیتے ہیں خشوع یا عاجزی کہاں۔ اور پانچ وقت کا التزام کجا۔ ایسا کرنے کی اجازت انکو انکے لیڈر نے دی رکھی ہے اور اسی صورت کی نماز انکو سکھائی ہے چنانچہ ایک آرٹیکل میں وہ لکھتے ہیں۔ اسمیں کچھ کلام نہیں کہ پانچ نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہیں اور کسی حالت میں جب تک کہ فطرتی ہوش و حواس قائم ہیں وہ ان کے ادا کرنے سے معاف نہیں ہو سکتا۔ مگر ہمارے زمانہ کے کاہل لوگ خصوصًا انگریزی خوان نوجوان سمجھتے ہیں کہ پانچ وقت نماز کی قید اور اس کا اوقات معینہ پر ادا کرنا نہایت سخت اور مشکل کام ہے اور مذہب اسلام میں بھی ایک سختی ہے جس کی تعمیل نہایت مشکل ہے مگر ان کاہل اور سست لوگوں کو (جن میں ہم خود بھی داخل ہیں) یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگرچہ افضل و اولے یہی ہے کہ پانچوں نمازیں پانچ وقت میں جیسا کہ اہل سنت وجماعت کے ہاں ہے پڑھی جاویں۔ مگر مذہب اسلام میں کچھ تنگی نہیں ہے۔ کیونکہ ان پانچوں نماز کے لیئے صرف تین وقت مقرر ہیں۔ پھر ان تینوں وقتوں کی یہ تفصیل کر ایک نماز صبح کو ہو۔ اور دو (ظہر وعصر) دن ڈھلنے سے غروب تک۔ اور دو (مغرب وعشاء) غروب سے نصف شب تک بیان کر کے وضو کی نسبت یہ حکم دیا اور کہا ہے کہ سست لوگوں کو (جن میں میں بھی داخل ہوں) نماز کے لیے وضو کرنا ایک نہایت مُہم معلوم ہوتی ہے۔ لیکن وضو میں سب سے اہم (بڑی مہم) کام پاؤں کا دھونا ہے۔ ہاتھ منہ دھو لینا اور مسح کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ پاؤں کا دھونا اولے و افضل امر ہے لیکن قرآن مجید کے

مطابق صرف اس پر مسح کر لینا کافی ہے۔

پھر یہ تجویز بتاکر کہ پاؤں یا بوٹ پر مسح کر لیا کریں کہا ہے کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ نماز کو کسی نہ کسی طرح پڑھ لینا چاہیئے۔ نماز کا ادا کرنا جیسا کہ اس کا حق ہے۔ ان لوگوں کا کام ہے جو نماز سے زیادہ کسی چیز کو مزیدار نہیں سمجھتے۔ مگر ہم لوگوں کو ضرور ہے سٹر پٹر جس طرح ہو سکے ڈو ٹکریں لگا لیں''!

اس آرٹیکل میں جو انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانوں کے لیڈر نے اُن کو نصیحت کی ہے اور بجائے پانچ وقت ...... نماز پڑھ لینے کی اُنکو اجازت تین وقت کی دیدی ہے۔ پاؤں دھونے کی جگہ پاؤں پر مسح کرنے کی اجازت دی ہے۔ بجائے حضور و پوری توجہ کے سٹر پٹر ڈو ٹکروں ہی سے ہی یہ باوجودیکہ اصل ہدایت آیات منقولہ بالا کے برخلاف بھی ہے ان میں کچھ کارگر و مؤثر نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔ جبکہ ان کو صاف اور کھلے طور پر یہ تعلیم دے رکھی ہے کہ کسی حکم مذہب سے انکار بھی کفر نہیں ہے تو اس سے انہوں نے یقیناً سمجھ لیا ہے کہ نماز وغیرہ احکام کی پابندی امتحان اسلام و ایمان میں پاس ہونیکے لئے کمپلسری (لازمی) شرط نہیں ہے بلکہ یہ ادپشنل (اختیاری) مضمون ہے جسمیں فیل ہونے سے بھی مسلمان پاس ہو جاتا ہے اور وہ ناجی مسلم کہلاتا ہے تو پھر اُنکو ان بکھیڑوں کی کہ پانچ وقت یا بھی تین وقت ہی ہاتھ منہ دھوئیں اور بنچ کرسیاں چھوڑ کر سر زمین پر رکھ کر ڈو ٹکریں لگا لیں کیا ضرورت باقی رہتی ہے کہ وہ ذاتی اور قومی دنیاوی کام (وکالت تجارت حکومت) انگریزی یاد کرنے میں سٹڈی (محنت) چھوڑ کر اس غیر ضروری فعل میں اپنے قیمتی اوقات کو خراب کریں۔

وہ آزادی کے خیال میں مجبور و مخمور ہو چکے ہیں تو پھر اُنکو کسی قید سے

ہلکی سے ہلکی ہی کیوں نہو مقید کرنا کب انکی توجہ و سماعت کے لائق ہو سکتا ہے۔ کیا وہ اس قید و حکم کے مقابلہ میں یہ شعر پیش نہ کرینگے ؎

درمیانِ قعر دریا تختہ بندم کردۂ ۔ باز مے گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

چوتھی آیت میں ارشاد ہے۔ جو لوگ سونے اور چاندی کے خزانے جمع کرتے ہیں اور اسمیں سے خدا کی راہ میں (زکوٰۃ مفروضہ) کچھ خرچ نہیں کرتے انکو عذاب دردناک کی خوشخبری سنادے۔ (اسکو خوشخبری کہنا تہکم ہے) جسدن اس سونے چاندی کی (تختیاں بناکر) آگ میں گرم کی جائیں گی پھر اُسسے انکی پیشانیوں پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغ دیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ وہ خزانہ ہے جو تم اپنے لئے جمع کرتے تھے اب چکھو جو جمع کرتے تھے۔

> والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔
> (التوبہ ۶)

اس حکم ادائے زکوٰۃ کو بھی اکثر انگریزی تعلیم یافتہ مسلمان اوپشنل (غیر لازمی) سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے (بجز پرانے انگریزی خوانوں کے جو ایم۔ اے و بی۔ اے کی ڈگریاں نہ پائے تھے۔ اور وہ اولڈ (قدیم) اسلام کے پابند تھے جن کو ہم ایک ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کرسکتے ہیں) کوئی ایک بھی ایسا نہیں دیکھا اور نہ سنا کہ اپنی آمدنی سالانہ کا حساب کرکے اسکی زکوٰۃ نکالتا ہو۔ ہاں اگر کوئی قومی کام جس میں ان کو اپنی یا اپنی قوم کی دنیادی وجاہت و ثروت دولت کی امید ہو پیش آجاوے تو انکی قومی حمیت میں جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اور انکی اس ٹوٹی پھوٹی حالت میں بھی ہزارہا بلکہ لکھوکہا روپیہ جمع ہو جاتا ہے کون نہیں

جاتا کہ صدی کے ایک کوارٹر (چہارم حصہ) میں انہوں نے بہت کچھ کر دکھایا۔ اور تعلیم انگریزی کے لئے سکول و کالج قائم کر دیئے۔ جسمیں انہوں نے اپنی پیش رَو اور سابق قدیم اقوام ہنود وغیرہ کو بتا دیا ہے کہ ہم بھی کچھ ہیں۔ تمہاری مثل نہیں تو انکے رنگ بھنگ تو ہو ہی رہینگے انکی اس ہمت اور قومی حمیت پر ہم بھی مرحبا کہتے ہیں (کیونکہ ہم مسلمانوں کی دنیاوی ترقی کے مانع نہیں اگر وہ بپابندی مذہب ہو) اور مصنف ع۔ آفرین باد بریں ہمت مردانہ تو، پیشکش کرتے ہیں۔ مگر اے کاش وہ اپنے مذہب کے علوم کی تعلیم اور احکام مذہب کی ترویج و تعمیل میں بھی ایسی ہمت دکھاتے اور نہیں تو جسقدر جوش انہوں نے وسائل عزت و ثروت دنیاوی مہیا کرنے میں دکھایا ہے اسکا عشر عشیر بھی تعلم علوم دینیہ اور تعمیل و اجراء احکام اسلامیہ میں دکھاتے۔

پانچویں آیت میں ارشاد ہے۔ ترجمہ (اے مسلمانو!) روزہ رکھنا

(۵) کتب علیکم الصّیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایّامًا معدودات ۔ فمن کان منکم مریضًا او علیٰ سفر فعدّة من ایام اُخر وعلی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین ومن تطوع فھو خیر له وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون. شھر رمضان الذی انزل فیه القران ھدی للناس وبیّنات من الھدی والفرقان

ایسا ہی فرض کیا گیا ہے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا۔ اس لیے کہ تم (روزہ کی برکت سے روحانی اور جسمانی امراض اور گناہوں سے) بچ جاؤ۔ تھوڑے ہی دن ہیں (صرف سال بھر میں ایک مہینہ رمضان کا) پھر جو (روزہ رکھنے سے یا پہلے ہی سے) بیمار ہو۔ تو دوسرے دنوں سے گن کر رکھ لے (بعض) لوگ (جیسے بچہ کو دودھ پلانے والی یا حاملہ عورت

فمن شهد منكم الشهر فليصمه ومن كان مريضاً او على سفر فعدة من ايام أخر يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر ولتكملوا العدة ولتكبروا الله على ما هدٰكم ولعلكم تشكرون ۰ (بقرہ ع ۲۳)

یا شیخ فانی بہت بڈھا) جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھیں (یا تکلیف سے رکھ سکتے ہوں) وہ ایک روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا دیدیا کریں زیادہ دو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور اگر تکلیف اٹھاکر روزہ رکھو تو اور

بھی بہتر ہے رمضان کا مہینہ وہ (بابرکت مہینا) ہے جسمیں (پہلے پہل) قرآن نازل ہوا تھا جو لوگوں کے لیئے ہدایت ہے اور کھلے کھلے نشان ہدایت ہیں اور حق اور باطل میں فارق نشان (یہ روزہ اُسی نعمت کے شکریہ میں یادگار قائم کی گئی ہے) پس جو اس مہینے میں سفر میں نہو وہ اس مہینے کا روزہ رکھے۔ جو مریض ہو اسکو پھر بھی اجازت دی جاتی ہے کہ (وہ) دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے خداتعالےٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تنگی یا تکلیف نہیں چاہتا۔

اس حکم روزہ کو بھی اکثر انگریزی تعلیم یافتہ مسلمان نہ صرف فضول بلکہ ایک فعل مضر و حرکت نامعقول جانتے ہیں۔

اسی ماہ رمضان گذشتہ کا ذکر ہے کہ لاہور میں ایک تعلیم یافتہ مسلمان نے روزہ رکھا تو اس کو اتفاقیہ کسی اور سبب سے قولنج ہوگیا۔ اسنے ایک مسلمان ڈاکٹر کے پاس اس کا ذکر کیا اور کہا کہ مجھ سے کوئی بے احتیاطی اور بدپرہیزی نہیں ہوئی۔ ڈاکٹر مسلمان نے جواب میں کہا کہ روزہ رکھنا ہی خود ایک بے احتیاطی اور حماقت ہے۔ نیچر انسان کو پیاس اس لیئے لگاتا ہے کہ غذا کو پتلا کرکے اسمیں سے زہریلے مادہ کو پیشاب کے راستہ سے نکال دے۔ جب

پیاس کے وقت پانی نہ پیا جائے گا تو وہ زہریلا مادہ جسم میں رہے گا اور فساد پیدا کرے گا۔ آجکل لاہور میں کئی آدمیوں کو قولنج کا ہونا سنا گیا ہے جس کا سبب یہی (حماقت) روزہ ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ میرے سوا اور جن لوگوں کو آجکل لاہور میں قولنج ہوا ہے ان میں سے صرف میں نے ہی روزہ رکھا تھا۔ اور تو سب کے سب ہندو تھے۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے اس کا کوئی جواب نہ دیا وہ جواب کیا دیتے قولنج یا اور بیماریوں کے اسباب ایک نہیں ہوتے۔ پھر اس مرض کو روزہ کا نتیجہ قرار دینا اسلام اور احکام اسلام پر بدگمانی کی وجہ سے نہیں تو اور کیا وجہ رکھتا ہے۔ ہزاروں لاکھوں مسلمان روزہ رکھتے ہیں۔ مگر کبھی پچاس برس کے عرصہ میں ہمنے یہ نہیں سنا کہ کوئی شخص روزہ رکھ کر مبتلا قولنج ہؤا ہو بلکہ ہمارا اور اکثر روزہ دار مسلمانوں کا تجربہ ہے کہ روزہ بہت سی بیماریوں کا جن کا سبب امتلاء اور فضول رطوبات ہوں (جیسے نزلہ۔ اسہال۔ سوءِ ہضم وغیرہ) علاج اور شفا ہے اسی نظر سے اس روزہ کے بیان فائدہ میں لعلکم تتقون!! فرمایا گیا ہے اور ہمنے اس کے ترجمہ میں روحانی بیماریوں کے ساتھ جسمانی بیماریوں سے بچ جانا بھی اسکا فائدہ بیان کیا ہے۔

اور اگر کسی شخص کی طبیعت میں یبس وحرارت کا غلبہ ہو اور روزہ رکھنے سے اسکو شدت پیاس منجر بعلالت پیدا ہو جاوے۔ اور کوئی مرض سر درد یا پیٹ میں درد وغیرہ پیدا ہو جائے تو اسکو قرآن کریم نے فوراً افطار کی اجازت دی ہے۔ اور یہ حکم روزہ کا حکم نیچر کے برخلاف نہیں پھر اسکو حماقت کہنا کونسی عقلمندی وانصاف ہے۔

چھٹی آیت میں ارشاد ہوا ہے (مسلمان) لوگوں پر خدا کی رضامندی

(۶) وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا۔ ومن کفر فان اللہ غنی عن العلمین۔ (آل عمران ۱۰۶)

کے لیئے اُس کے گھر کا حج کرنا بھی ایک فرض ہے۔ اگر وہ اسکی طرف راہ پا سکیں یعنی سواری اور اپنے لیئے زادِ راہ اور اپنے پیچھے عیال کیلیئے خرچ رکھتے ہوں۔ اور جو (اس حکم سے منکر ہو کر) کافر ہو جائے تو خدا تعالیٰ تمام جہان والوں سے بے پروا ہے۔

اس گھر کو خدا تعالےٰ کے ایک برگزیدہ دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو ہزاروں انبیاء اور خاتم الانبیاء کے جد امجد تھے خدا تعالےٰ کی عبادت کرنے اور بوقتِ عبادت اس کو قبلہ بنانے کے لیئے تعمیر کیا تھا۔ اور جب وہ تیار ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس گھر کی محبت و شوق سے اسکی دیواروں کو بوسہ دیا اور اسکے گرد طواف کیا تو یہ فعل اپنے محبوب کا خدا تعالےٰ کو پسند آیا اور اسکو اسکی یادگار قائم کرنے کے لیئے اسکے تمام پیرؤں پر لازم اور فرض کر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے اسی جگہ عبادت کے لیئے یہ گھر بنایا تھا۔ اور اسکے گرد اسی شوق سے طواف کیا تھا۔ حضرت آدم سے پہلے اس گھر کے محاذی آسمان پر بیت المعمور کے گرد فرشتے طواف کرتے اور اسمیں نماز پڑہتے۔

ان پچھلی دو نظیروں کو سمجھنے اور قبول کرنے کے لیئے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے عقول و اذہان تیار نہیں۔ لہذا ہم انکی تفصیل سے قلم کو روکتے ہیں اور صرف اس بات کے جو قرآن میں موجود ہے۔ بیان پر اکتفا کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ نے اور ان کے فرزند ارجمند حضرت اسمٰعیلؑ نے اس گھر کو بنایا۔ اور

واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت

واسمعیل + + + + + + + وطہر بیتی للطائفین والعاکفین و الرکع السجود۔ (بقرہ رکوع ۱۵) ولیطوفوا بالبیت العتیق۔ (الحج ع ۴)	ہمنے اسکے حج وزیارت اور اس کے گرداگرد طواف کرنے کا حکم دیا۔ اس طواف کی وجہ جو ہمنے بیان کی ہے وہی تعلیم یافتہ مسلمانوں کے لیڈر و رہبر نے اپنی تفسیر القرآن

میں لکھی ہے اور یہ وجہ کسی اعتراض کا محل نہیں ہو سکتی۔

نو خیز معترض آریہ جو کعبہ کے گرد طواف کرنے اور اسکی ایک جزء حجر اسود کو بوسہ دینے پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ بھی ایک قسم کا شرک و بت پرستی ہے یہ اعتراض انکی معنی شرک وبت پرستی سے ناواقفی پر مبنی ہے۔ شرک کے معنی ساجھا کرنے کے ہیں اور ساجھا کرنا یہ ہوتا ہے کہ کسی کے خاص حق میں کسیکو ساجھی و حصّہ دار بنایا جائے۔ اور بوسہ دینا یا جسم سے جسم لگانا۔ یا جسم کے گرد پھرنا اور ان افعال کے ذریعہ اظہار محبت کرنا خدا تعالے نے اپنی ذات کے لیئے حق نہیں ٹھہرایا۔ یہ حق جسم اور جسمانیات کا ہے۔ انسان اپنے بیٹے کو بوسہ دیتا ہے آنکھ سے لگاتا ہے۔ بیوی کو چومتا ہے اور اسکے بدن سے اپنا بدن لگاتا ہے۔ جس کو کوئی احمق سے احمق بھی خدا حق سمجھکر بیٹے و بیوی کے اس فعل کو عمل کو شرک قرار دیگا۔ ہر کوئی کسی پسندیدہ مکان یا کسی جسم کے اردگرد شوق و نظارہ کے وجد و جوش سے پھرتا ہے۔ اور اسکو کوئی سلیم الحواس اس جسم یا مکان کی عبادت قرار نہیں دیکتا اور شرک نہیں کہہ سکتا۔

الغرض طواف و بوسہ جسمانی طور سے اظہار محبت ہے۔ جس کو خدا تعالے نے اپنی عبادت گاہوں (کعبہ بیت المعمور عرش معلی) کے لئے مخصوص کر دیا ہے اور اسکو لازمی حکم ٹھہرایا ہے۔ اور حجر اسود کی نسبت بطور تشبیہ یہ فرمایا ہے

کہ وہ خداتعالیٰ کا ہاتھ ہے جیسے بطور تشبیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس شخص نے اس ہاتھ میں ہاتھ دیا اس نے خداتعالیٰ سے مصافحہ کیا۔ یہ جسمانی محبت کے اظہار کا طریق خداتعالیٰ نے اپنے محبوب مکان کعبہ اور بیت المعمور کو عطا کیا اور اس سے مخصوص کر دیئے ہیں تو کسی اَور مکان متبرک سی مساجد ہوں خواہ مقابر یہ افعال جائز نہیں ہیں۔ نہ کسی شخص کی قبر کا طواف کرنا نہ بوسہ دینا۔ چنانچہ کتب فقہ میں مرقوم ہے۔

اس بیان سے ثابت ہوا۔ کہ کعبہ کا حج اور اس کا طواف زیارت بلا شائبہ شرک خدا کی عبادت ہے۔

مگر کمال افسوس سے کہا جاتا ہے کہ اس حکم الٰہی قرآنی کی اکثر انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانوں کے دلوں میں کوئی وقعت ہی نہیں ہے۔ وہ اسکو ایک کیمیلسری شرط امتحان نہیں جانتے اور حج کعبہ کو رکن اسلام نہیں جانتے اور اسکے طریق اور ارکان احرام (جس میں پاجامہ کورتہ کوٹ۔ پتلون اور عمامہ یا ٹوپی اُتار کر عاجزانہ شکل وصورت بنانی پڑتی ہے) وغیرہ کو ایک وحشیانہ حرکت جانتے ہیں اور لنڈن پیرس کو جاتے یا آتے ہوئے بھی اس پاک گھر کی زیارت کا قصد نہیں کرتے۔ تعلیم یافتہ مسلمانوں پر کیا افسوس ہے انکے لیڈر و رہبر خود لنڈن وغیرہ بلاد یورپ کی سیر کو گئے اور مدت وہاں رہے تو جاتے یا آتے اس گھر کا قصد نہ کیا اور زیارت طواف کا شرف وثواب نہ لیا۔ بلکہ ایک جگہ اپنی تصانیف میں یہ کہدیا کہ اس جو گھونٹے گھر کے ارد گرد پھرنے سے ہوتا کیا ہے کیا گدھے اسکے گرد نہیں پھرتے۔ اور جب آپ لنڈن کالج کرکے واپس آئے اور مسلمانوں کے اس اعتراض کے مورد ہوئے تو ان کے پیرواں اور حامیوں نے

اِس اعتراض کے جواب میں کہا کہ وہ سیر لنڈن میں وہ کام کر کے آئے ہیں جو حج سے بڑھ کر ہے۔

ان کے بعد جو لوگ تعلیم یافتہ مسلمانوں سے بیرسٹری یا سول سروس وغیرہ کے امتحانوں کے لیئے یا صرف سیر و سیاحت کے لیئے لنڈن گئے ہیں اور وہ ایک مُدّت تک وہاں رہکر اور دور دراز کے بلاد یورپ اور ٹرکی وغیرہ کی سفر کرتے ہیں اور کئی اسوقت میں وہاں موجود ہیں اور سیر وگشت کر رہے ہیں اور انکے سفر سیر کی کیفیتوں کو اسلام کے محب تعلیم یافتہ مسلمان اخباروں میں بڑے فخر و خوشی سے شائع کر رہے ہیں وہ بھی کعبہ کے حج و زیارت کا نام نہیں لیتے اور دُور سے بھی اسلام شوق و زیارت ظاہر نہیں کرتے جن کی شکایت میں وہ کعبہ اس شعر کو پڑھ رہا ہے۔ جس کو ہم پہلے بھی نقل کر چکے ہیں اور اب مزید حسرت کے اظہار کے لیئے دوبارہ نقل کرتے ہیں ؎

با دوستاں نوشت بسے نامہ وفا

بر حاشیہ سلام از من دریغ داشت

ایک اور بھی مثال سنو۔ مسلمانان پنجاب و ہندوستان ہر سال محمڈن ایجوکیشنل کانفرس میں شامل ہونے کے لیئے ڈھاکہ مدراس دکن وغیرہ بلاد میں پہنچتے ہیں مگر حج کا قصد نہیں کرتے وہ حج کو مسلمانوں کی عالمگیری کانفرس ہی سمجھکر حج کر لیا کریں اور اس سے اپنے تمدنی اغراض کا فائدہ اٹھاویں۔

اشاعۃ السنہ جلد ۲۰ میں تعلیم یافتہ مسلمانوں کے اخبار وطن سے ایک مضمون متعلق فضیلت حج نقل کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں اڈیٹر صاحب نے حج کا مسلمانوں کی عالمگیر کانفرس ہونا ثابت کیا ہے۔ کاش اس مضمون کو پڑھکر حاجیان لنڈن و پیرس جو اخبار وطن کے حامی اور خریدار اور موکل ہیں لنڈن جاتے

یا آتے ہوئے کعبہ کی عالمگیری کانفرس میں شامل ہوجایا کریں۔

اے خدا تعالےٰ! قوم کی آنکھیں کھول اور انکے دلوں میں احکام اسلام کی عظمت جما۔ ایڈیٹر اخبار وطن وغیرہ کی خدمات میں ناصحانہ التماس ہے کہ جیسے آپ لوگ تعلیم یافتہ مسلمانوں کے حالات سیر و سیاحت کو اپنے اخباروں میں چھاپتے ہیں اور وہ لوگ آپکے اخبارات کو بڑے شوق و وجد سے پڑھتے ہیں۔ ویسے ہی ان لوگوں کی آگہی و اطلاع کے لیئے آپ کعبہ کی اس شکایت کو اور میرے اس مضمون نصیحت کو اپنے اخباروں میں چھاپ دیں۔ کیونکہ وہ اس رسالہ کو نہیں پڑھینگے اور نہ یہ رسالہ اکثر حضرات کے پاس جاتا ہے۔ اور جن کے پاس جاتا ہے اور ان میں سے بعض حضرات کو میں نے اپنے ہاتھ سے رسالہ دیا ہے وہ اسکو میرا رسالہ سمجھکر باوجود وعدہ پڑھنے کے نہیں پڑھتے۔ آپکو اجر عظیم ہوگا۔ اگر آپ کے اخبار کے ذریعہ سے وہ اس مضمون کو پڑھ لیں اور اس سے نصیحت پاویں۔ ایسے بھی ہیں جو انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتے کچھ عربی جانتے ہیں اور قرآن کے حافظ کہلاتے ہیں مگر وہ تعلیم یافتہ کے اوضاع اطوار اختیار کرکے لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہوئے ہوئے ہیں وہ بھی سیر و سیاحت مصر و استنبول میں مصروف رہتے ہیں۔ اگر وہی حضرات اپنے سیر و سیاحت میں آپکے اخبار میں اس مضمون کو پڑھکر اس سے نفع اٹھاویں اور کبھی اپنی سیر و سیاحت میں حج بھی کر آویں تو آپ کو اور ہم کو بھی اس کا ثواب کا حصہ ملے۔

(۷) ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربےٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون

ساتویں آیت میں ارشاد ہوا ہے خدا تعالےٰ ہر چیز میں عدل کرنے اور علاوہ براں احسان کرنے اور رشتہ داروں کو

(النحل ۶ ۳) قرابتیوں سے سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اس آیت نے نیکیوں اور بدیوں کا عام اصول بیان کر دیا ہے اور ہر نیکی کا حکم دیا ہے۔ اور ہر برائی و بے حیائی سے منع کر دیا ہے۔ جس سے اس امر کا اظہار مقصود خداوندی ہے کہ جس چیز کا خدا تعالے نے حکم دیا وہ عدل و احسان میں داخل ہے اور جس چیز سے منع کیا ہے وہ داخل گناہ و بے حیائی ہے۔ خدا تعالے کے ہر امر و نہی کی نسبت یہ اعتقاد رکھ کر کہ ہر محکوم بہ کی تعمیل کریں اور ہر ممنوع و منہی عنہ سے پرہیز کریں تب پورے مسلمان ہو سکتے ہیں ازانجملہ بعض منہیات کی تفصیل آیات ذیل میں فرمائی ہے۔

انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون. انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر و المیسر ویصدکم عن ذکر اللہ و عن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون. و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول فان تولیتم فاعلموا انما علے رسولنا البلغ المبین۔ (المائدہ ۶ ۱۲)

آٹھویں آیت میں برائیوں کی چار مثالیں (شراب خواری قمار بازی تھانوں کی پوجا کرنا تیروں سے فال لینا) کو ذکر کر کے شراب خواری و قمار بازی کی وجہ ممانعت بیان کی ہے کہ وہ باہمی بغض و عداوت کے موجب ہوتے ہیں اور حسن معاشرت میں خلل انداز ہیں۔ قمار بازی بذریعہ لاٹری وغیرہ اور شراب خواری اکثر تعلیم یافتہ مسلمانوں کا شعار ہو رہی کوئی اس سے بچتا ہے تو بحکم عقل نہ بحکم مذہب ہے۔ اور تعجب اور سخت تعجب ہے۔ کہ یورپ جہاں سے تعلیم مغربی نکلی ہے۔ اسوقت شراب خواری

کا مانع ہے وہاں جابجا ٹمپرنس سوسائٹیاں (شراب وغیرہ مسکرات کے مانع مجلسین) قائم ہو گئی ہیں اور شراب کی ممانعت اور اسکے مضر ہونے کے بیان میں لیکچر دیئے جارہے ہیں اور انکی تقلید سے ہندوستان کے تعلیم یافتہ بھی یہی عمل کر رہے ہیں۔ مگر ان سوسائٹیوں کے اکثر ممبر خود شراب نوشی ترک نہیں کرتے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ بحکم عقل اسکے مضار دنیاوی کی نظر سے اسکو برا جانتے ہیں مذہب کے خوف سے اس سے پرہیز نہیں کرتے کیونکہ احکام مذہبی خصوصًا متعلق خور۔ ونوش کو وہ واجب العمل اور لازمی نہیں سمجھتے۔ رہے دنیاوی مضار و مفاسد سوان میں ہر شخص اپنا اجتہاد کر لیتا ہے۔ جس چیز کو مضر ہو۔ کوئی غیر مضر یا مفید سمجھتا ہے۔ اسکو استعمال کر لیتا ہے ایک بڑے تعلیم یافتہ مسلمان کا جو ہائی کورٹ کا ممبر بھی رہ چکا ہے حال سنا ہے کہ اس کا خرچ شراب تین سو روپیہ ماہوار کا تھا اور خرچ چرٹ وسیگار دوسو روپیہ ماہوار کا۔

لاٹری (جبکا قمار ہونا ہم اشاعۃ السنہ جلد ۱۹ کے نمبر ۲ میں ثابت کر چکے ہیں) ایسی عموم البلوی بلا ہے کہ اس سے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے علاوہ عوام مسلمان بھی نہیں بچتے اور اپنے اس فعل کو اسلامی سلطنتوں کا معمول و مروج بتاتے ہیں جس کا جواب اسی اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ کے صفحہ ۷۰ میں ہم دے چکے ہیں۔

نویں آیت میں سود خواری کی مثال پیش کرکے اسکے متعلق فرمایا ہے

(۹) الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس ذلک بانھم قالوا انما البیع مثل الربو واحل اللہ البیع و حرم الربوا فمن جاءہ موعظۃ من	جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قبروں سے ایسے مدہوش و بدحواس ہوکر اٹھینگے جیسے وہ شخص اٹھتا ہے جسکو شیطان نے چھوکر خبطی کیا ہوتا ہے یہ سزا انکو اس لیئے ملے گی کہ وہ کہتے تھے کہ

ربہ فانتہی فلہ ماسلف وامرہ الی اللہ ومن عاد فاولٰئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون. یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات واللہ لایحب کل کفار اثیم. یاآیّھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ فان تبتم فلکم رؤس اموالکم لَا تَظلِمُوْنَ وَلَا تُظلَمُوْنَ (بقرہ ع ۳۵)

بیع بھی تو (لین دین) سود ہی کی مانند ہے۔ (حالانکہ بیع اور لین دین سود میں بڑا فرق ہے بیع میں ایک چیز دوسری چیز کے بدلے دیجاتی ہے اس لئے) خدا نے بیع کو حلال کیا (اور سود قرض کا لین دین بلا بدل صرف بمقابلہ میعاد واجل ہوتا ہے جو روپیہ سود خوار دیتا ہے وہ پورا پورا واپس لیتا ہے اور جو کچھ اس نے سود ہیں لیا اس کا کوئی عوض مالی نہیں دیا اس کا بدل وہی میعاد ہوتی ہے جس میعاد پر وہ روپیہ واپس لے لیتا ہے اس لیئے) خدا تعالےٰ نے سود کو حرام کر دیا ہے۔ پس جس شخص کو خدا کی طرف سے نصیحت (ممانعت) پہنچ گئی پھر (وہ سود لینے سے) باز آیا تو پچھلا لیا ہوا اس کا ہو چکا اسکی معافی خدا تعالےٰ کے سپرد ہے اور جو نصیحت ممانعت پہنچنے کے بعد پھر سود لیگا وہ لوگ آگ والے ہیں جو ہمیشہ اسمیں رہیں گے۔ خدا تعالےٰ معاملات سود کو بے برکت کرتا ہے اور جن مالوں سے بجائے سود لینے کے صدقات خیرات نکلیں وہ ان کو بڑہاتا ہے وہ سخت کافر (ناشکر سود خوار) گنہگار سے ناخوش ہے

اس آیت میں سود خواری پر خدا تعالےٰ نے بہت غصہ ظاہر فرمایا ہے اور اسکو شیطان اور کافروں کا کام قرار دیا ہے اور اسپر عذاب جہنم کا ڈر سنایا ہے۔

مگر اسوقت کے اکثر تعلیم یافتہ مسلمان اس فعل شنیع پر ایسے تلے اور

پلے ہوئے ہیں کہ اسی کو مسلمانوں کے صلاح و فلاح کا مدار مناط جانتے ہیں اور اسکے اجراء و ترویج پر دیوانہ وار عاشق ہو رہے ہیں اس سود کے جواز میں اخباروں میں مضامین مشتہر کر رہے ہیں۔ سودی بنک کی تجویز میں سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ گو خدا تعالےٰ عام اور ناواقف مسلمانوں کو ان کے پنجہ سے بچانے کے لئے اور ان کو حرام خواری سے محفوظ رکھنے کے لیئے انکی کوشش بارور نہیں کرتا۔ اور اب تک وہ ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا کے مصداق بنے ہوئے ہیں اور طرفہ یہ کہ جس منہ سے وہ سود کے لین دین کو حلال بلکہ ترقی قومی کی نظر سے فرض کہتے ہیں اسی منہ سے وہ اس کو حرام مطلق بھی کہہ رہے ہیں اس اعتراف حرمت کے ساتھ وہ یہ بھی اعتقاد رکھتے اور کہتے ہیں اور اخباروں میں مشتہر کر رہے ہیں کہ جب اور حدود شرعیہ کو نظر انداز کرنیسے مسلمان مسلمان رہ سکتے ہیں تو سود کا لین دین کرنے میں اپنے اجتہاد پر عمل کرنے سے بھی انکی مسلمانی میں فرق نہ پڑنا چاہیئے اس قول کی نقل اور اس کا جواب ہمارے مضمون "طاعون کیوں بڑھتا جاتا ہے" میں بصفحہ ( ) گذرا۔ ان کا یہ خیال ہے کہ جبتک مسلمان سود کا لین دین نکرینگے نکبت و فلاکت کے ادبار سے نجات نہ پائیں گے۔ اور یہ مقال ہے کہ مسلمان دولت سے مالا مال اور اس ذریعہ سے صاحب اقبال ہو جائیں گو ناجائز ذریعیں شراب فروشی۔ قمار بازی۔ اور رنڈیاں ملازم رکھکر زناکاری کرانے سے کیوں نہو۔ وہ اپنے خیال ناوانی سے اسلام و مسلمانوں کی خیر خواہی کر رہے ہیں اور وہ اتنا نہیں سوچتے کہ مسلمانوں کی ترقی قومی صرف کثرت مال و دولت سے ہرگز متصور نہیں جب تک کہ مسلمان اپنے مذہب اسلام اور اسکے ہدایات واحکام کے پابند نہیں

اور وہ اس پابندی کے ساتھ وہ دنیاوی ترقی نہ کریں۔ پابندی احکام دین کے بغیر وہ دنیاوی ترقی کرینگے تو وہ قومی ترقی کرنے والے ہرگز ہرگز نہ کہلائینگے کیونکہ مذہب قومیت کا جزو ہوتا ہے اور یہ بات ہر کسیکو معلوم اور سب کے نزدیک مسلم ہے حتی کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کے لیڈر رہبر تے بھی تسلیم کی ہوئی ہے۔ چنانچہ سابقاً منقول ہوا۔

افسوس صد افسوس ہزار افسوس اس لیڈر کے پیروان انگریزی تعلیم یافتہ مسلمان ان کے اس قول کی تقلید نہیں کرتے اور قومی ترقی کے لیئے پابندی احکام مذہب کو لازمی نہیں جانتے اور اگر سچ پوچھو اور انصاف کی بات سنو تو اس افسوس کے محل خود لیڈر صاحب ہیں جنہوں نے پہلے ان کو یہ بات کہکر کہ کسی مذہب اور کسی نبی اور کسی کتاب آسمانی کے کسی حکم مذہب سے انکار کرنا مسلمان ہونے سے نہیں نکالتا" پابندی احکام مذہب سے عام آزادی دی ہوئی ہے اس عام آزادی کے بعد ان پر انکی یہ نصیحت کیا اثر کر سکتی ہے۔ وہ ہزار نصیحت کرتے سو لیکچر پابندی احکام مذہب کے سناتے انکا اثر نہوتا تھا نہوا۔

اس نصیحت کی جگہ ہز میجسٹی امیر المؤمنین و شاہ افغانستان عالی جناب حبیب اللہ خان بالقابہ متع اللہ المسلمین بطول بقائہ و ابقاء سلطنتہ کی وہ نصیحت حرز جان بنانے اور انپر اثر کر سکنے کے قابل ہے جو کالج انجمن حمایت اسلام کے جلسہ فونڈیشن (بنیادی پتھر رکھنے) کے موقعہ پر انہوں نے مسلمانوں کو کی تھی اور وہ اخباروں میں مشتہر ہوئی ہے کہ پہلے طالب العلموں کے دلوں میں دین اسلام اور اس کے احکام کی محبت قائم و مستحکم کرو۔ اس کے بعد انکو علوم انگریزی پڑھاؤ۔

اور اس پر آپنے ایک شعر بھی پڑھ سنایا اور یہ جتایا کہ جب تک احکام

اسلام کی عظمت طالب العلموں کے دلوں میں قائم نہو انکو علوم انگریزی کی تعلیم دینا مناسب نہیں۔ وہ شعر یہ تھا ؎

ہمچو پرکاریم یکپا در شریعت مستقیم ؎
پائے دیگر پھر ہفتاد و دو ملّت کردہ ایم

اپنی اس نصیحت پر امید ہے کہ ہز میجسٹی امیر صاحب اپنی حدود سلطنت میں پورا پورا عمل کرائینگے حبیبیہ کالج اور اس کے ماتحت سکولوں کے طالب العلموں سے اسی شخص کو تعلیم انگریزی دلوائینگے جس کا اسلام اور احکام اسلام پر ثابت قدم ہونا اور اس میں مستحکم ہوکر چلنا مشاہدہ کرلیں گے۔ عقائد اسلام میں خام اور پابندی اسلام کے غیر ملتزم طالب العلموں کو وہ کبھی انگریزی علوم خصوصاً سائنس (طبعیات) کیطرف ہرگز رخ نکرنے دینگے پنجاب و ہندوستان میں جو لوگ اس بلا میں بختگی اعتقاد و درستی اخلاق و اعمال سے پہلے مبتلا ہو چکے ہیں۔ ان کا علاج و دوا یہ ہے کہ ان کو تعلیم انگریزی کے ساتھ ساتھ اصول و احکام اسلامی کی تعلیم دی جاوی اور ان کے اخلاق و اعمال کی درستی حفاظت و نگرانی کی جاوے۔

پنجاب کی اسلامی انجمنوں خصوصاً انجمن حمایت اسلام لاہور نے اس غرض سے بہت سکول و کالج قائم کیے ہوئے ہیں اور انگریزی تعلیم کے ساتھ وہ دینی عربی تعلیم بھی انگریزی خوان طالب العلموں کو دیتے ہیں مگر وہ تعلیم کافی نہیں ہے کیونکہ اس تعلیم میں اسلامی عقائد و اصول (خدا تعالے کی ہستی اور صفات اور انبیاء علیہم السّلام کی نبوت اور اسکی حقیقت و معاد اور اس کے تفاصیل کا اعتقاد) کے ریزن (عقلی دلائل) نہیں بتائے جاتے جیسا کہ عقائد اصول اسلام کے مخالف علوم سائنس (طبعیات) وغیرہ کے ریزن کہے

(دلائل) ان علوم میں بیان ہوتے ہیں۔ مثلاً خداتعالےٰ کی ذات صفات کی
نسبت اسلامی عقیدہ ہے کہ خداتعالےٰ ہر چیز کا خالق باختیار ہے جو چاہتا
ہے کرتا ہے اور جو چیز ممکن ہے اسکی قدرت میں داخل ہے۔ وہ صمد یعنی
بے احتیاج ہے وہ اپنے کسی فعل میں کسی شئے کا محتاج نہیں اس نے عالم
اور اس کے جملہ اسباب کو محض عدم سے وجود عطا کیا اسکی شان ہے کہ
وہ کسی چیز کا صرف ارادہ کرے اور اس ارادہ کا اظہار بلفظ "کُن" کرے تو
وہ چیز ہو جائے اور "فیکون" کا مصداق بنے۔ سائنس۔ انگریزی اور
پرانا فلسفہ خداتعالےٰ کی ہستی کو تسلیم کرتا ہے۔ تو نہ ان صفات سے جو
عقائد اسلام میں بیان ہوئی ہیں بلکہ اسکو صرف فسٹ کاز یا کازاف کاز
یعنی پہلی علت یا علۃ العلل بلا ارادہ واختیار صرف اضطرار سے اسباب
عالم کا ایک ایسا موجب اور سبب بتاتا ہے جو نہ ان اسباب سے زمانی سبقت
یا تقدم رکھتا ہے نہ ان اسباب میں کوئی تبدیلی و تغیر کرسکتا ہے۔

نئے سائنس کی یہ تعلیم ہے کہ جب دو ہوائیں اکسیجن اور ہیڈروجن (دو
ہواؤں کا نام ہے) ایک مقدار سے ملتے ہیں تو پانی بن جاتا ہے اور مینہ
برستا ہے۔ یہ امر ممکن (یعنے خدا کی قدرت میں داخل) نہیں کہ جب اکسیجن اور
ہیڈروجن ایک مقدار مناسب سے ملیں تو پانی نہ بنے اور یہ امر بھی ممکن اور
داخل قدرت خداوندی نہیں کہ بغیر ملنے اکسیجن اور ہیڈروجن کے
پانی بن جائے۔

ہم انجمن حمایت اسلام وغیرہ اسلامی انجمنوں کے ارکان منتظمین تعلیم
سے پوچھتے ہیں کہ کسی انجمنوں کی کتابوں انگریزی اور عربی و اردو میں
کہیں سائنس کے ان لغو و بیہودہ کفریہ کلمو اس کا رد اور بادلیل جواب ہے

اگر ہے تو چشم ما روشن دلِ ما شاد۔ نہیں تو صرف انجمن کی کتابوں انگریزی میں یہ تعلیم کہ "گاڈ از اون لی ون" یعنے خدا ایک ہے اس زہریلے اثر سائنس سے بچنے کے لئے کیونکر کافی ہوسکتی ہے۔ لہذا اسلامی انجمنوں کا فرض ہے کہ وہ انگریزی خواں طالب العلموں کو کفریات سائنس سے بچانے کے لئے ایسی کتابیں تصنیف کریں جن میں ان کفریات کا بادلیل رد اور جواب ہو۔

انجمن حمایت اسلام لاہور نے اپنے کالج کے متعلق ایک حمیدیہ سکول بھی جاری کر رکھا ہے۔ مگر اسکی سکیم (نصاب تعلیم) بھی پہلے ہی سی کافی نہ تھی اور اب اسمیں انگریزی خواں منتظمین تعلیم کی تجویز و تاثیر سے اور بھی کمی ہوگئی ہے۔

ندوۃ العلماء نے بھی تعلیم علوم دینیہ اور ترویج رسوم و احکام اسلامیہ کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ مگر چونکہ اسکے اکثر (ارکان) اور بعض روح رواں انگریزی سائینس کے خیالات کی جھلک میں آکر قدیم اصول اسلام میں خود متزلزل ہوئے ہیں ان میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو مسئلہ حدوث عالم کا (جو اثبات ہستی خالق مختار کا مدار و مناط ہے) اعتقاد چھوڑ کر عالم کو قدیم سمجھ بیٹھے ہیں لہذا ان سے بھی امید نہیں کہ وہ اصول اسلامیہ کو طالب العلموں کے دلوں میں قائم و مستحکم کرسکیں ۔ع۔ او خویشتن گم ست کرا رہبری کند +

انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانوں نے خود بھی ایک مجلس تعلیمی قائم کی ہوئی ہے جس کا نام محمڈن ایجوکیشنل کانفرس ہے۔ مگر اس مجلس کی توجہ ہمگی و تمامی علوم مغربی (انگریزی وغیرہ) کی ترویج اور مسلمانوں کی دنیاوی ترقی کی تجویز کی طرف ہے۔ گذشتہ سنین میں بعض اوقات مذہبی علوم کی تعلیم کی طرف بعض ارکان جلسہ کی توجہ ہوئی تو انگریزی خوانوں نے انکو دبا کر انکی ایک نہ سنی۔

الغرض اسوقت انگریزی تعلیم گاہوں اسلامی میں جن میں مغربی تعلیم پر

زور دیا جاتا ہے۔ انہیں کوئی مجلس یا مدرسہ یا کالج ایسا نہیں ہے جو طالبان انگریزی وغیرہ علوم مغربی کے دلوں میں اصول اسلام کو ایسا قائم و مستحکم کر دے جسکے بعد انگریزی علوم سائنس ان لوگوں کے عقائد میں تزلزل واقعہ ہونے دے آزانجا کہ اسوقت ایشیا میں ہز میجسٹی امیر المؤمنین افغانستان کی ذات بابرکات جن کو ترویج علوم مغربی کے ساتھ استحکام اصول اسلام کا کامل طور پر خیال مرکوز خاطر ہے اور وہ جو چاہیں خداداد دولت سے کر بھی سکتے ہیں۔ لہذا انکی ذات بابرکات سے امید ہے کہ وہ مسلمانوں میں اپنی اس نصیحت کی تعمیل ہونے کی طرف خود بھی توجہ کریں اور اس شعر کے مصداق بنیں ؎

سب مریضوں کو ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے ؛

اور اسکی صورت یہ ہے کہ وہ اپنی سلطنت کے حبیبیہ کالج اور اسکے ماتحت کالجوں سکولوں میں انگریزی تعلیم پانے والوں کے لئے ایسی کتابوں رسالوں کو جن میں سائنس کے اصول باطلہ کی با دلیل تردید ہو اور اصول اسلامیہ کی دلائل عقلیہ سے تائید ہو داخل نصاب کریں۔ اور علاوہ براں روزانہ یا ہفتہ وار لیکچروں میں سائنس کے اصول باطلہ کا ابطال اور اصول اسلامیہ کا بدلائل عقلیہ احقاق و اثبات ہوتا ہے۔ پھر ان کتابوں رسالوں و مضامین اور لیکچروں کو کالج انجمن حمایت اسلام لاہور اور محمڈن کالج علیگڈھ میں (جو ہز میجسٹی کو اپنا محسن و مربی سمجھتے ہیں) معمول بہا بنانے کی رغبت دلاویں ایسی کتابوں رسالوں مضمونوں اور لیکچروں کی تصنیف و تجویز کے لئے ہندوستان یا پنجاب کے کسی بڑے شہر میں ایک ایسی مجلس و کمیٹی قائم ہو جس میں قدیم اسلام اور قدیم خیالات کے علماء جو نیو فیشن اور نئے خیالات سے

بھی واقف ہوں مگر معتقد پرانے مسلمہ خیالات کے ہوں ارکان منتخب و مقرر ہوں۔ اور ان کا صدر مجلس (پریسیڈنٹ) بھی کوئی ایسا عالم ہو جو خود تو قدیم علوم اسلام کا ماہر و معتقد ہو مگر نئے خیالات سے بھی ناواقف نہ ہو اور تمام مجمع میں ایسا آدمی ایک بھی نہ ہو جس کو قدیم اصول اسلام میں شک یا تذبذب ہو گو علوم مغربی کا کیسا ہی واقف و ماہر ہو اور علوم مشرقی عربی کا بھی عالم ہو۔

ہماری اس معروض پر ہز میجسٹی امیر المؤمنین افغانستان کو توجہ ہوئی تو ایسے لوگوں کے انتخاب اور تقرر کے وقت ہم دو نو قسم کے ایسے لوگوں کو نام پیش کرینگے جن کو امید ہے کہ ہز میجسٹی اور ترقی خواہاں اسلام و علوم جدید پسند کرینگے انشاء اللہ تعالے۔

اس تجویز کو کہ اس قسم کی کتابیں اور اس مضمون کے لیکچروں کے ذریعہ انگریزی خواں طالب العلموں کی درستی اعتقاد ہوتی رہے ہم انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسوں کے وعظوں میں اور ارکان انجمن کی خاص مجلسوں میں پیش کر چکے ہیں جن کو انجمن کے ارکان نے پسند کیا تھا۔ مگر اب تک انسے اس تجویز پر پورا عمل نہیں ہو سکا۔ شاید اس کارِ خیر کا قرعہ ہز مجسٹی امیر المومنین افغانستان کے نام نامی پر ازل میں ڈالا گیا ہو خدا تعالے ان کے دل کو ہماری اس معروض کیطرف متوجہ کرا دے تو مسلمانوں کی نہایت خوش قسمتی ہے اور اس خاکسار کے لیئے موجب فخر و عزّت اخروی و ثواب آخرت ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف ؂

اس نویں آیت میں جو حرمت سود خواری کا حکم بیان ہوا ہے اور جو اسکے برخلاف تعلیم یافتہ مسلمانوں کا اس سود کی حلّت پر زور دینا بیان ہوا ہے۔ یہ بھی توجہ خاص ہز میجسٹی امیر المومنین افغانستان کے لائق ہے

کیونکہ ہز میجسٹی اسوقت مصرعہ حامی دین محمد سایۂ فضل الہ کے مصداق ہیں
اور یہ حکم حرمت سود ہندوستان میں آنکی ادنے توجہ سے قائم رہ سکتا ہے
آپ ہندوستان کے اسلامی اخبارات کے ایڈیٹروں سے جو اس حکم حرمت
سود کو صفحہ اسلامی دنیا سے اٹھانا اور مٹانا اور بجائے اسکے حلت سود
کو حکم اسلام بلکہ شعار ملت بنانا چاہتے ہیں بذریعہ اسلامی فرمان شاہی
تنبیہ کریں اور خصوصًا ایڈیٹران ان اخبارات کو جو شرف حضوری دربار
شاہی سے مشرف ہیں حکم دیں کہ وہ اس اتفاقی حرام کی (جسکو اپنے مُنہ
سے وہ حرام مطلق کہہ چکے اور اپنے قلم سے لکھ چکے ہیں) تحلیل سے تائب
ہوں اور اسکی تحلیل کے مضامین نام کے علماء اور درحقیقت مفسدین و
سارقین دین کو جن میں کوئی دلیل حلت بیان نہیں ہوتی اپنے اخبارونز
میں چھاپنا موقوف کردیں از انجملہ سب سے بڑھکر اسکی حلت بلکہ فرضیت کا مدعی
ایڈیٹر اخبار وطن لاہور ہے جو اسکی تحلیل میں والذی تولی کبرہ کا
مصداق ہے۔ اور باوجود اعتراف اس امر کے کہ سود حرام مطلق ہے
چنانچہ ہمارے مضمون "طاعون کیوں بڑھتا جاتا ہے" میں اسکا یہ اعتراف
حرمت منقول ہے یہ اس کو حلال بلکہ فرض بھی کہتا ہے۔ قد عن و قطعًا رو گ
دیں۔ ہمارے ملک میں حکومت غیر اسلامی ہے۔ جو مذہبی امور میں دخل
نہیں دیتی اور حضرت سلطان المعظم کی حضور میں ہماری اپیل بھیجنے کا ذریعہ
بھی کوئی نہیں ہے نہ سلطان المعظم سے ہندوستان کے اخبار و نکا تعلق
ہے اسلئے اس امر کی اپیل اسی بادشاہ اسلام کی خدمت میں کی گئی ہے
اور آپ کا بحیثیت اسلام حق ہے کہ آپ ان کو اس خلاف شریعت سے
روکیں۔ حضرت سلطان المعظم کی خدمت میں بھی ہم اپیل پیش کرتے مگر

ایڈیٹر وطن اعتقاداً حلتِ سود میں انکو بھی اپنا ہم خیال بتاتا ہے۔ اس لیئے ہم ان کی خدمت میں یہ عرض نہیں کر سکتے اور حضور انور کو گو ملک ہندوستان سے کوئی پولیٹکل تعلق نہیں مگر مذہبی اسلامی ایسا تعلق ہے جیسا کہ اور سلاطین اسلام اور حضرت امیر المومنین سلطان العرب و الترک کو ہے۔

ایڈیٹر وطن نے ایک تفسیر بھی اپنے اخبار کے ساتھ کسی قدر شائع کی ہے جس میں اسی قسم کا خلاف احکام و عقائد اسلام سے اس نے کیا ہے اور درحقیقت وہ تفسیر تفسیر نیچری سر سید کا انتخاب ہے۔ جس کا مصنف اور انتخاب کنندہ ایک عربی پروفیسر دہلی ہے۔ پہلے اس تفسیر کا ایک ایک ورق اخبار وطن کے شائع ہوتا رہا۔ مگر اخبار وطن ۱۵ مارچ ۱۹۱۰ء کے پرچہ میں ایڈیٹر وطن نے یہ خبر شائع کی ہے کہ یہ تفسیر بطور ماہواری رسالہ اخبار سے علحدہ چھپکر شائع ہوا کرے گی۔ اور یہ تفسیر جلالت مآب امیر حبیب اللہ خان بہادر کے اسم نامی سے منسوب کی گئی ہے اور اس کا نام تفسیر حبیبیہ رکھا جائیگا اور سر سید کی نسبت عالی جناب امیر صاحب نے اس اخبار کے پرچہ یکم فروری ۱۹۱۰ء میں یہ خبر بھی قاری محمد سلیمان صاحب پھلواری سے نقل کی ہے کہ اعلیٰ حضرت (یعنے امیر المومنین سراج الملۃ) نے سر سید مرحوم کا (درود علیگڈھ کے وقت) نہ کوئی حال پوچھا نہ انکی قبر پر فاتحہ کو گئے نہ کسی نے ان کو اوہر توجہ دلانے کی ہمت کی (راقم) خادم قوم محمد سلیمان قادری چشتی از پھلواری ضلع پٹنہ) ان دونوں متضاد خبروں کو اخبار وطن میں پڑھنے والا کبھی یقین نہ کریگا۔ کہ حضرت اعلیٰ امیر سراج الملۃ نے اس تفسیر کا اپنے نام نامی سے نامزد (ڈیڈیکیٹ) ہونا منظور کر لیا ہو۔ اور اگر کسی دوست ایڈیٹر وطن کی سفارش کرنے اور صلاح دینے سے اس تفسیر کا اپنے نام نامی پر

ڈیڈیکیٹ ہوتا حضرت اعلےٰ نے منظور کرلیا ہے تو نہایت ادب سے حضرت اعلےٰ کی خدمت میں خاکسار کا یہ دوسرا اپیل ہے۔ کہ اس تفسیر کو مختلف مقامات سے اور ان ہی مقامات سے تفسیر نیچیری سر سید کو جن کی نشان وہی صدر در حکم عالی پر یہ خاکسار کریگا ترجمہ کرا کے ملاحظ فرماویں۔ امید واثق اور یقین کامل ہے کہ حضرت علی جو بادشاہ اسلام ہونے کے ساتھ گروہ باشکوہ اہل سنت والجماعۃ کے ایک جید عالم بھی ہیں اس تفسیر کو مذہب اہل سنت والجماعۃ کے مخالف اور تفسیر نیچیری سر سید کے موافق پائینگے اور اس منظوری ڈیڈیکیشن (نامزد ہونے کو اگر قبل از وقت ملاحظہ ہو گئی ہے منسوخ فرمائینگے۔ وہ تفسیر حضور پر نور کے نام نامی سے نامزد ہو کر شائع ہو گئی تو اسلام و مسلمانوں کو بہت سخت مضرت پہنچیگی۔

(۱۰) الذين يتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبًا عندهم فی التوراة والانجيل يأمرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر و يحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث ويضع عنهم اصرهم والاغلال التی كانت عليهم فالذين امنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذی انزل معه اولئك هم المفلحون (اعراف ۹۶)

دسویں آیت میں ارشاد ہے جو لوگ اس رسول نبی امی کی جس کو وہ اپنے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو اچھی باتوں کا حکم دیتا ہے بری باتوں سے منع کرتا ہے پاک و ستھریاں چیزیں حلال کرتا ہے ناپاک اور خبیث چیزیں حرام کرتا ہے۔ ان کے اوپر سے (فضول رسموں کے) بوجھ اور گناہوں کے طوق جو ان پر ہیں اتارتا ہے۔ وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے

ہیں اور اسکی عزت و نصرت کرتے ہیں اور اس نور (ہدایت) کی جو وہ لے کر آیا ہے پیروی کرتے ہیں وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

اس آیت میں ہر حکم دینی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو مدار نجات ٹھہرایا ہے اور یہ ایک عام اصول اور جنرل رول قائم کردیا ہے کہ جس چیز کو آپ نے حرام کردیا ہے (گو قرآن میں اسکی حرمت کا ذکر نہو) جیسے کھانے میں گدھے اور کتے کی حرمت ہے یا پہننے میں سونے اور ریشمی لباس کی مردوں کے لئے حرمت اور افعال و اعمال میں جاندار کی تصویر بنانے اور اسکے فروخت کرنے کی حرمت وعلی ہذا القیاس) وہ حرام اور خبیث ہے اور اس سے بچنا نجات کی شرط ہے اور جن چیزوں کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض یا واجب قرار دیا ہے (گو قرآن میں اس کا صاف و صریح حکم نہو) جیسے ماہ رمضان میں صدقۃ الفطر یا مُردہ کے لئے نماز جنازہ یا مردوں کے لیے اپنے چہروں پر ڈاڑھیاں رکھنا اور موچھیں کٹوانا وعلےٰ ہذا القیاس۔ وہ سب پاکیزہ اور واجب العمل اور شرط نجات ہیں۔

اس قسم کے احکام حلال و حرام فرض و واجب کی تفصیل کا ہم اس مضمون کے نمبر اول میں موقعہ نہیں سمجھتے۔ جب احکام نصوص قرآنی تعلیم یافتہ مسلمانوں کے دماغوں اور خیالوں میں آکر جاگزیں ہوگی تو پھر ہم کسی اور نمبر میں ان احکام نبوی کی تفصیل کرینگے۔

ان احکام قرآنی کے بیان سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ تعلیم یافتہ مسلمان اگر ایمان و اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور قرآن کو یقیناً کلام الٰہی مانتے ہیں تو اس ایمان و تسلیم کا لازمہ ہے کہ وہ ان احکام خمسہ قرآنی کو جو پانچوں بنیاد اسلام کہلاتے ہیں دل و زبان سے مان لیں اور ان کے ماننے

کو جزو ایمان اور شرط اسلام و نجات سمجھیں۔ اور جن افعال و اشیاء کو خدا تعالیٰ نے قرآن میں حرام کہا ہے۔ اور ان سے منع کیا ہے اُن کو حرام و ممنوع سمجھیں اور ان کے ارتکاب و استعمال کو مانع نجات یقین کریں۔ اور ایسی یقین کو شرط ایمان و مناط نجات خیال کریں اور یہ یقین کرلیں کہ اگر وہ خدا تعالےٰ کے کسی حکم سے انکار کرینگے اور کسی حرام کو حلال سمجھینگے تو باوجود دعوے اسلام اسلام سے خارج ہونگے اور اس شعر کے مصداق بن جائینگے؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
ایں راہ کہ تو میروی بترکستان است

ہم ان کو خارج از اسلام کرنا نہیں چاہتے داخل رکھنا چاہتے ہیں وہ خود انکار فرائض و تحلیل محرمات قرآنیہ کے مرتکب ہوکر خارج نہوں۔ تعلیم یافتہ خود انصاف سے دیکھیں کہ موجودہ حالت عمل و اعتقاد میں وہ داخل اسلام ہیں یا خارج ہیں۔ اس باب میں ہم کچھ نہیں کہتے اور نہ کہنا چاہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ شروع مضمون اور آخر میں کہہ چکے ہیں۔

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق
وانت خیر الفاتحین